

مرثیہ ①

آوازِ حق

کیوں نہ کروں شکرِ خدائے دو جہاں کا

بند، ۹۲

تصنیف _____ ۶۱۹۱۸

کیوں کرنے کروں شکر خدا نے دو جہاں کا ①
 بخشا ہے میرے دل کو مزاسوز نہاں کا
 یکساں ہے ہسرت کا محل ہو کہ فغاں کا
 ہونا رہنم بھی تو لطف آئے جناں کا
 ہوتی ہے خوشی صحت و آزار سے مجھ کو

خلعت یہ ملا ہے تری سرکاد سے مجھ کو
 سینے میں چھپاتے ہوں جو انوار کسی کے
 دل میں نہیں آتے ہیں خیالات دُئی کے
 رونے کے ہوں اسباب، کہ سامان نہی کے ②
 جو چیز ہے ڈھل جاتی ہے سانچے میں خوشی کے
 یللائے شبِ تار ہے، یا حورِ سحر ہے
 جس حال میں ہوں "حسن" مرے پیشِ نظر ہے

اغیار کی فوجیں ہوں کہ احباب کی محفل
 گرمی کے بگولے ہوں، کہ لیلیٰ کی ہو محفل
 راہوں کی صعوبت ہو کہ خوابِ سرِ محفل ③
 ہوتا ہے ہر اک چیز سے بشاش مراد
 صد شکر مرے دل پہ حقیقت یہ عیاں ہے
 ہر آئینے میں دوست کی تصویر نہاں ہے

ہر بات میں اک حسن ہے، ہر شے میں نفیست
 بد شکل کوئی چیز نہیں، ہو جو بصارت
 رونا بھی ہے اک راگ جو کامل ہے سماعت ④
 ہر اشک کے ساغر سے اُبلتی ہے بشاشت
 آنکھیں ہوں اگر، نار میں ہے نور کا جلوہ
 ہر ذرّہ ناچیز میں ہے طور کا جلوہ

ہوریگ کا انبار کہ برسات کا دریا (۵) وہ جیھ کی ہو دھوپ کہ بادل کا ہو پردا
وہ لوکے تھپڑے ہوں، کہ ہو لوچ صبا کا وہ خال سیہ ہو کہ چمکتا ہو اتارا

اے حسن کے صانع، ترے اسرارِ نہاں ہیں
ہر شے میں کم و بیش کچھ انوارِ نہاں ہیں
شادی و الم، رنج و خوشی، مدح و مذمت (۶) آشفتنگی و عیش و طرب، درد و مصیبت
آشوبِ جہاں، شاکِ بلا، صبحِ مسرت سب ایک نظر آئیں، جو ہو روح میں قوت
ہم دل کا اگر ساز ستاروں سے ملا دیں
گو تارِ بہت سے ہیں، مگر ایک صدا دیں

نالے میں ہے، جو نغمہٴ بلبل میں نہیں ہے (۷) جو زلفِ پریشاں میں ہے، سنبلِ مین نہیں ہے
اکثر جو ہے جزا کرش، گل میں نہیں ہے کانٹے میں بھی اک شان ہے جو گلِ مین نہیں ہے

دیر پردہ یہ سب ایک ہیں ظاہر میں جدا ہیں
سب اپنے مقامات پہ تصویرِ خدا ہیں
پیشانیِ تشویش میں ہے جلوہٴ تمکین (۸) تلخی میں بھی پوشیدہ ہیں کچھ جو ہر شیریں
ہر درد کی ایذا میں ہے اک پہلوئے تسکین جو داغ ہے وہ دل کیلئے تاج ہے زریں
یہ دل جو دھڑکتا ہے تو اک قسم کی گت ہے
یہ زہر میں سُنتے ہیں کہ تریاق کا ست ہے

جن کی یہ تمنا ہے کہ دائم رہیں مسرور (۹) ہیں فلسفہٴ طرزِ تمدن سے بہت دُور
افراطِ خوشی، غم ہے، یہ فطرت کا ہے دستور صدوں میں رنجِ راحت و آرام ہے دستور
ہنو لطف کی ہے پردہٴ آفات کے پیچھے
پنہاں ہے پسیدائے سحر رات کے پیچھے

دب جاتے ہیں غم سے جو خیالات ہیں اسفل
غم، نفس کا قاتل ہے تو باطن کی ہے صیقل ۱۰
ہو جاتے ہیں انسان کے اخلاق مکمل
مر جاتا ہے جب سانپ نکل جاتے ہیں سب بے

حی کھول کے رونا ہے علاج آنکھ کے بل کا
ہر آہ سے کچھ زہر نکل جاتا ہے دل کا

تکلیف کو تفریح بنا لینے کی صنعت
آئینہ ہے اسرار کا ہر منظر قدرت ۱۱
حاصل ہے انہیں، جو ہیں پرستارِ حقیقت
وہ چاند کی خنکی ہو کہ سورج کی حرارت

مہل ہیں یہ لفظیں "یہ بُرا ہے وہ بھلا ہے"
جو کچھ ہے، وہ صرف ایک تبسم کی ضیاء ہے

ہو دوست کے پہلو میں نشین تو مسرت
ہو زیرِ قدم سبزہ گلشن تو مسرت ۱۲
بل جائے اگر راہ میں دشمن تو مسرت
کانٹوں میں الجھ جائے جو دامن تو مسرت

تندیر اگر وصل کی ہو، رقص کی جا ہے
ادرا بھر کی شب ہو تو ترپنے کا مزا ہے

دنیا خس و خاشاک ہے، دامن کو بٹالے
اشکوں کے بخارات میں رہ دل کو سنبھالے ۱۳
نازک ہے بہت دل، غم ہستی سے بچالے
دانا ہے جو ہر غم میں خوشی ڈھونڈ نکالے

کب شیشہ دل، گردِ تگدّر کے لئے ہے
ہر رنج میں آرام، بہادر کے لئے ہے

پیر دے کو تعین کے درِ دل سے اٹھائے
ہاں بڑھ کے حجابِ رخ جاناں نہ بٹھادے ۱۴
کثرت نہیں وحدت، یہ آنکھوں سے دکھائے
میدان کو حدیں توڑ کے ہموار بنادے

چوٹی سے چلے کوہ کی، خورشید کا جلوہ
ہستی کی رگ و پے میں ہو توحید کا جلوہ

جو سعی میں سرگرم ہے دو اس کے پیر انجام
سر سبز اگر ہو، تو مسرت کے چلیں جام (۱۵)
سر سبز ہو، یا شومی قسمت سے ہونا کام

یہ دودھ دوائیں ہیں جو یکساں ہیں اثر میں
جو یاس میں لذت ہے، وہی فتح و ظفر میں
اے دوست بتانا ہوں تجھے روح کے سرور
آنکھیں تو اٹھا، دیکھ ذرا احسن کے انوار (۱۶)
صدموں سے اگر چور ہے تیرا دل بیمار
یہ چاندیہ سورج، یہ نباتات یہ کہسار

کیوں تیرے خیالات پریشاں ہیں برادر
اک غم ہے، تو تنو عیش کے سماں ہیں برادر
غینوں کی جیا، گل کی ہنسی، اوس کے گوہر
رنگین گھٹا، قوس قزح، مہر منور (۱۷)
ہے کون سی خوبی جو مہ نو میں نہیں ہے
نغمے یہ پرندوں کے، پہاڑوں کے منظر
کیا باغ ارم صبح کے پر تو میں نہیں ہے؟

یہ غم ہے، وہ راحت ہے، یہ عقبی ہے، یہ دنیا
ان تنگ خیالات کے سائے سے نکل آ
ہر فکر سے منہ پھیر لے، ہر رنج کو ٹھکرا (۱۸)
محفصل میں تصوف کی تجھے بار ملے گا
او بچا ہو، بلندی پہ جھلک، رُوح کو چمکا
ہر سانس میں اک مصر کا بازار ملے گا

اُترے گی ترے دل میں ضیائے رخِ جاں
کانتوں میں بھی تجھ کو نظر آئیں گے گلستاں
آنکھیں تیرے تلووں سے کیلئے جن انساں (۱۹)
جنت سے ہوا دے گا تجھے حور کا دامن
غلُ حشر میں ہو گا ہے یہ حیدر کا شرابی
آتا ہے وہ مے خانہ کوثر کا شرابی

آزاد بھی ہو کشمکشِ سود و زیاں سے (۲۰) ہاں دل کو بچا تیرگی آہ و فغاں سے
لحے جو گذرتے ہیں، پھر آئینگے کہاں سے
پھیلی ہے جہاں میں رُخِ جانان کی تجلّی
وہ دیکھ بلندی پہ ہے عرفاں کی تجلّی

اس راہِ مہات میں آ، گر ہے جواں مرد (۲۱) یہ راہ ہے جس میں نہیں اڑتی ہے کبھی گرد
چہرے کبھی اس راہ میں ہو پختہ نہیں نود
دیتا ہے یہ وہ جسمیں فلک ہے نہ زمیں ہے
ذرّے میں یہاں وہ ہے جو سوزِ جہنم میں نہیں ہے

طے ہوتی ہے یاں دل کے دھڑکنے سے مُستِ سائے کی نہ حاجت ہے، نہ ساماں کی ضرورت
اس راہ میں آنکھیں بھی اٹھاؤ تو نحوست (۲۲) اس بزم میں گر سانس بھی لیجے تو شرافت
نسبت کچھ اسے عالمِ ظاہر سے نہیں ہے

کچھ بحث یہاں مومن و کافر سے نہیں ہے
کیا خوب ہیں اس انجنِ خاص کے دستور (۲۳) بے قدر ہے، جب تک کہ نہ ہوشیہ دل چور
آتا نہیں کچھ عقل میں، ہوتے ہیں وہ مذکور
ذرّے میں جو ہے، مہرِ درخشاں میں وہی ہے

جو کفر کے سینے میں ہے ایمان میں وہی ہے
اس بزم کے آداب میں سرچشمہ حکمت (۲۴) آرام سے وحشت ہے تو لذات سے نفرت
پھر جائے جو ہستی سے نظیرِ عینِ سعادت
دل کھلے پہر رات سے دھڑکے تو عبادت

ہر دن جو گزرتا ہے یہاں ایک صدی ہے
اس دائرے میں "موت" حیاتِ ابدی ہے

صحت میں نہیں جسکی یہاں نقص وہ بیمار (۲۵) کاموں میں جو دنیا کے بے مشغول، وہ بیکار آنے نہیں پاتے کبھی اس بزم میں زردار

دولت کی حقیقت کوئی سمجھی نہیں جاتی

منعم کی یہاں بات بھی پوچھی نہیں جاتی

اس راہ میں جو یاد کرے دوست کو غافل (۲۶) اس سے یہ نکلتا ہے ابھی دُور ہے منزل معشوق سے ہر وقت جنہیں قرب ہے حاصل

دل آہ کبھی وصل میں بھرتا ہو تو کہہ دو

اپنے کو کوئی یاد جو کرتا ہو تو کہہ دو

جس کا یہ عقیدہ ہے کہ "میں عبز و عبود" (۲۷) اس بزم کا قانون یہ کہتا ہے "وہ مردود" سب ایک حقیقت میں ہیں، ساجد ہو کہ سجود ہے کفر یہ کہنا "یہ ایاز اور وہ محمود"

یاں لفظ "اَنَا لِحَقِّ" میں "اَنَا" باعثِ شر ہے

اس سے یہ پیکتا ہے خودی پیشِ نظر ہے

ہر دل کو یہاں کام ہے تسلیم درضا سے (۲۸) ہر لب کو یہاں عید ہے تسبیحِ خدا سے کیا اس سے سروکار ہے بھوکے ہونے کی پیاسے پر ہیز بڑا یہ ہے کہ نفرت ہو دوا سے

دعوت میں یہاں بھوک ہے، خلعت میں کفن ہے

انعام یہاں سب سے بڑا دار و رسن ہے

اک روز ہوا شوق مرے دل میں یہ پیدا (۲۹) اس راہ سے گزرنے میں جو نام آور و یکتا حالات بھی کچھ اُنکے میں دیکھوں کہ وہ تھے کیا اس شوق میں تاریخ کے اوراق کو اٹا

فہرست میں اک نام تھا جو سب سے جلی تھا

مژدہ ہو کہ وہ نام حسین ابن علی تھا

قربان ترے نام کے لئے میرے بہادر (۳۰) توجان سیاست تھا، تو ایمانِ تدبیر معلوم تھا باطل کے مٹانے کا تجھے گرو

سوکھے ہوئے ہونٹوں پہ صداقت کا سبق تھا

تلوار کے نیچے بھی وہی نصیرہ حق تھا

ستیلے ان کو سیاہی سے ملایا نہیں تو نے (۳۱) سرکفر کی چوکھٹ پہ جھکایا نہیں تو نے وہ کون سا غم تھا جو اٹھایا نہیں تو نے بیعت کیلئے ہاتھ بڑھایا نہیں تو نے

دامانِ وفا، گھر کے شہیروں میں نہ چھوڑا

جو راستہ سیدھا تھا وہ تیروں میں نہ چھوڑا

ہر چند کہ ایوب بھی اس فن میں تھے کیسا (۳۲) یونس نے بھی اک حد تک اسے خوب نبھایا یعقوب نے بھی زور تحمل کا دکھایا پر سب سے رہا بڑھ کے محمد کا نواسا

حیرت میں پیمبر ہوئے وہ کر کے دکھایا

مرتے نہیں کس طرح، اسے مر کے دکھایا

کرتا ہوں رقم معرکہ اب کرب و بلا کا (۳۳) طوفان تھا، سیلاب تھا اربابِ جفا کا سینوں میں تلاطم ہو، وہ ساماں تھا وفا کا بشاش مگردل تھا امامِ دوسرا کا

ما تھے پہ شکن تھی، نہ بدن غرق عرق تھا

رُخ پر وہ صباحت تھی کہ سونے کا ورق تھا

فرماتے تھے سب قتل ہوئے مہر کے بانی (۳۴) قاسم کہ تھا سم خوردہ برادر کی نشانی اور حسن میں اکبر تھا مرا یوسف ثانی عباسؑ تھا اسلام کی بھسپور جوانی

سینے میں خلش، لب پہ مرے آہ نہیں ہے

ہر چند اب ان میں کوئی ہمراہ نہیں ہے

شکر کی طرف دیکھ کے کہتے تھے یہ ہر بار (۳۵) یہ طبل و علم بیچ ، یہ انبوہ ہے بے کار
انجام پہ کر غور ذرا شہر بد اطوار کس شے نے کیا ہے تجھے اس جو رہ طیار

فاسق کے لئے جنگ امام دوسرا سے

بندہ کہیں منہ پھیر کے چلتا ہے خدا سے؟

لے شمر! کوئی چیز ہے، یہ فوج گنہگار (۳۶) دنیا بھی اُمڈ آئے تو پروا نہیں نہار
مرعوب مجھے کر نہیں سکتے یہ سیار باطل سے بھی دبتے ہیں کہیں حق کے طرفدار

نازاں ہے کہ سردار ہوں میں فوجِ ستم کا

سر رشتہ مرے ہاتھ میں ہے لوح و قلم کا

اس باپ کا بیٹا ہوں جو تھا اشجع عالم (۳۷) جس فرق پہ تھا سایہ فگن فتح کا پرچم
جس ذات سے اسلام کی بنیاد تھی محکم تھا اصل میں جو قوت پیغمبر اکرمؐ

طفلی میں بھی سادنت کو اژدر کو نہ چھوڑا

بے توڑے ہوئے قلعہ خیبر کو نہ چھوڑا

جس روز مدینے کو سدھارے تھے یمبرؐ (۳۸) اس روز برادر کی جگہ پر تھا برادر
ہر چند کہ تیغوں کی چمک تھی سر بستر سوتا تھا بڑے لطف سے تانے ہوئے چادر

دنیا میں کوئی ایسا جبری ہو نہیں سکتا

جس طرح وہ سوئے تھے، کوئی سو نہیں سکتا

یوں سامنے آ کے اکڑنا نہیں اچھا (۳۹) ایمان سے اس طرح بگڑنا نہیں اچھا
نادان! بُری بات پہ اڑنا نہیں اچھا دنیا کے لئے دین سے لڑنا نہیں اچھا

ناپاک نہ بن دولتِ ناپاک کے بدلے

اکسیر کو ٹھکراتا ہے کیوں خاک کے بدلے

ثروت جو زیادہ ہو تو ایمان نہیں رہتا (۴۰) انسان یہ وہ شے ہے کہ انسان نہیں رہتا
آسودگی روح کا ساماں نہیں رہتا دل انجمنِ حسن کے شایاں نہیں رہتا

دولت کو بہت لوگ یہ کہتے ہیں خدا ہے
میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ زر ایک وہا ہے

ہوں خواہشیں محدود تو ایذا نہیں ہوتی (۴۱) ارماں جو ہوں کم، زر کی تمنا نہیں ہوتی
قانع کو کسی چیز کی پروا نہیں ہوتی مومن پہ مُسلط کبھی دُنیا نہیں ہوتی

سلطان بھی ہو جو صاحبِ حاجت تو گدا ہے
جس کو کوئی حاجت ہی نہیں ہے وہ خدا ہے

اے بندۂ زر! چونک، مناسب نہیں غفلت (۴۲) معلوم نہیں کیا تجھے دنیا کی حقیقت ہے؟
کس نیند میں ہے؟ چھوڑ بھی باطل کی محبت آحق کی طرف، دیکھ یہ حوریں ہیں یہ جنت

حوریں ہوں کہ فردوس، یہ ادنیٰ سا صلا ہے
خود حق میں وہ لذت ہے جو ان سب سے سوا ہے

دنیا ہے، دُنی، بیچ ہے دنیا کا زر و مال (۴۳) تذلیل کی بنیاد میں یہ چشمِ داجیل
ادبار کوئی چیز ہے دراصل نہ اقبال وہ سہر بھی کوئی سر ہے جو ہونے کو ہے پامال

بیدار ہیں دل جن کے وہ دنیا سے خفا ہیں
جو پھول کے طالب ہیں وہ کاٹوں سے جدا ہیں

تکلیف کے اسباب کو راحت نہیں کہتے (۴۴) جو چند نفس ہو، اسے لذت نہیں کہتے
طوفانِ مصائب کو مسرت نہیں کہتے جس شے کو فنا ہوا اسے نعمت نہیں کہتے

آرام کی خواہش نہ کرو قوتِ زر سے
لہریز کرو روح کو اللہ کے دُر سے

غدا زمانے کی لگاوٹ سے خبردار (۳۵) بیدار ہو، بیدار ہو، ہشیار ہو، ہشیار
 جھوٹی یہ امیدیں ہیں پریشان میں انکار کس نشے میں بدمست ہے دنیا کے طلبکار

یہ شاخ ہے وہ جو کبھی پھولی نہ پھلی ہے
 دنیا تجھے نادان کدھر لے کے چلی ہے

کھینچے لئے جاتا ہے کہاں تجھ کو زمانہ (۳۶) سننے کے سزاوار نہیں ہے یہ فسانہ
 دولت ہی کوئی اصل میں شے ہے نہ خزانہ دھوکا ہے یہ دھوکا ہے، بہانہ ہے بہانہ

واللہ کہ تو حرص کے سانچے میں ڈھلا ہے
 حق چھوڑ کے باطل کی پرستش کو چلا ہے

دنیا جسے کہتے ہیں کثافت کا ہے انبار (۳۷) خنزیر کی ہڈی سے بھی کچھ بڑھ کے مراد
 ناپاک ہے، بداصل ہے، کم ظرف ہے، بدکار مراد شکم اس کا، تو پشت اسکی ہے بیمار

مبروص کے داغوں سے عفونت میں سوا ہے
 ذلت کا یہ لقمہ ہے، سگوں کی یہ غذا ہے

تو فرسے کہتا ہے جسے "عیش و تنعم" (۳۸) وہ خواب کی جنت ہے، وہ فردوسِ توہم
 نالے ہی کی رودادیں، نغمہ کہ ترنم ہے مہر فغاںِ روشنی ما و تبسم

تو جس کو سمجھتا ہے کہ فردوسِ بریں ہے
 دھندلی سی مسرت کا وہ سایہ بھی نہیں ہے

جاگو غریبیاں پہ نظر ڈال بہرے (۳۹) کھل جائے گی تجھ پر تیری دنیا کی حقیقت
 عبرت کیلئے ڈھونڈھ کسی شاہ کی تربت اور پوچھ کدھر ہے وہ تری شانِ حکومت

کل تجھ میں بھرا تھا جو غرور آج کہاں ہے؟
 لے کا سہ سر بول ترا تاج کہاں ہے؟

یہ کہہ کے جو مولیٰ نے نظر کی سوئے کفار
ہر شخص کے چہرے پہ خجالت کے تھے آثار (۵۰)
تھا سر کو جھکائے ہوئے ہر ایک سیہ کار
یہ رنگ جو دیکھا تو کہا شمر نے بیدار

ہشیار! مراتب کے طلب گار جوانو!
ہو جاؤ بس اب جنگ پہ تیار جوانو!
تقریر میں کامل ہیں بہت حضرت شبیر (۵۱)
کیا دیر ہے میدان میں بڑھو تو لگے شمشیر
یہ زار ہے، یہ دولت ہے، یہ منصب یہ جاگیر
ہو جاؤ گے بشاش وہ انعام ملے گا

کہتا ہوں کئی پشت تک آرام ملے گا
کفار کو یہ شمر نے لالچ جو دلائی (۵۲)
جھنکار میں تیغوں کی بڑے ناز سے آئی
دنیائے بصد ناز جھلک اپنی دکھائی
سینوں میں در آئی تو کیلوں میں تھائی

سب بھول کے دنیا کی طرف ہو گئے ظالم
کروٹ ابھی بدلی تھی کہ پھر سو گئے ظالم
دنیا کے تماشے سے ہوتے اہل جفا کو (۵۳)
گھوڑوں کو نچانے لگے میدان میں شہ نور
تلاویں کھنچیں میان سے، قرنا کا اٹھا شور
ڈھالیں جو اٹھیں رن میں گھٹا چھائی گھٹکھور

سایہ کیا پر کھول کے ہیبت نے فضا پر
چوٹیں وہ تو اتر سے پڑیں طبل و غا پر
حضرت نے کہا "شکر ہے کامل ہوئی حجت" (۵۴)
لے خالق کو نین یہ بندے پہ عنایت
ہو جائیگی اب اُمتِ بیمار کو صحت
بخشی ہے مجھے خدمتِ تکمیلِ نبوت

دُرتا ہوں خوشی کی کہیں تکمیل نہ ہو جائے
اشکوں میں ہو جسم کا تبدیل نہ ہو جائے

ہر چند بظاہر یہ مصیبت کے میں سماں
ظاہر میں جو کانٹے ہیں وہ دپر دہ گستاں (۵۵)
جب دیکھتا ہوں غور سے کچھ راز میں نہاں
یہ گرد نہیں حضرت یوسف کا ہے داماں

ہاتھوں پہ لئے تاج صداقت نکل آئی

جب چاک ہوا، عیش کی صورت نکل آئی

بس اتنے میں ناگاہ برسنے جو لگے تیر (۵۶)
گھوڑے کو بڑھا کر یہ پکائے شہ دلگیر
خیمے کی طرف دیکھ کے چپ ہو گئے شبیر
مجبور ہوں، اب کھینچتا ہوں میان شمشیر

ہنگام و غا برق ہوں طوفاں ہوں غصیبیں

ہشیار کہ میں روح شجاعان عرب ہیں

دہ سامنے آئے جسے مرنا ہو گوارا (۵۷)
گھٹ جائیگا دم بھر میں ابھی زور تمہارا
دہتا ہے سدا حق کا بلندی پہ ستارا
بہتا نظر آئے گا یہاں خون کا دھارا

جنگاہ میں باطل کے قدم گر نہیں سکتے

دیکھو کہے دیتا ہوں کہ تم لڑ نہیں سکتے

جو سخت ہے، جرأت کبھی اس دل میں نہیں ہے (۵۸)
سقوط کی صفت، فرقہ غافل میں نہیں ہے
حق، حق نہ ہے، زور یہ باطل میں نہیں ہے
ہمت کا نشان، فطرت جاہل میں نہیں ہے

نام سرد کبھی تاب جفا لا نہیں سکتا

کافر کبھی مومن پہ ظفر پا نہیں سکتا

جس قلب میں ہے کفر، وہ دوزخ کا دھواں ہے (۵۹)
باطل کا جو حامی ہے، وہ بے نام و نشان ہے
جس دل میں معارف ہیں، وہ اک برق تپاں ہے
جو حق کا طرفدار ہے، اک شیرِ ثریاں ہے

سچائی کے قدموں پہ سرفرغ و ظفر ہے

جرأت بھی اسی ہمت ہے ایمان جدھر ہے

جو لوگ کہہ دے جاتے ہیں بادل کی صدا سے (۶۰) کانپ اٹھتے ہیں بچوں کی طرح ذکرِ غلے
 جب ہوتی ہے مزہب کی کششِ فضلِ خدا سے لڑ جاتے ہیں، دبتے نہیں اربابِ جفا سے
 ہرگز نہ ڈر و کفر سے ایمان کا سبق ہے
 انکی یہ شجاعت نہیں، یہ قوتِ حق ہے

بزدل میں بھی جب قوتِ حق بھرتی ہے حرأت (۶۱) اتنی بھی نہ حق کیا مجھے بخشے گا جلالت
 دکھلا دوں میں تم کو کہ یہ ہوتی ہے شجاعت حاصل ہے مجھے قوتِ حق زورِ امامت
 یہ جنگ کا طوفان ہے کچھ سیر نہیں ہے
 میدان سے ہٹ جاؤ کہ اب خیر نہیں ہے

مولا کا مزاج اتنا جو برہم نظر آیا (۶۲) لشکر پہ عجب خوف کا عالم نظر آیا
 سامانِ جفا درہم و برہم نظر آیا کی جس سرخیرہ پہ نظر خم نظر آیا
 خاموش صفیں یاس کے عالم میں کھڑی تھیں
 مردہ تھیں نگاہیں کہ زمینوں میں گڑی تھیں

لکھا ہے ادھر تھا بنِ قطبہ کوئی سردار (۶۳) مرحب سے بھی کچھ بڑھ کے شجاعت میں نمودار
 بدستِ کئی من کا، سب سے جسم پہ ہتھیار نعرہ تھا کہ خالی نہیں جاتا ہے مرا دار
 دوستوں تھے زرہ پوش ستم گار کے پیچھے
 جس طرح کہ بل کھاتی ہے دم مار کے پیچھے

آیا عجب اندازہ میں میداں میں ستم گر (۶۴) ڈوبا ہوا فولاد کے ساماں میں سراسر
 کف منھ میں، لہو جوش میں، غصے سے جبین تر ہتھیاروں کی آواز، تو وہ زین کی چرم
 دل میں تھا غضب، نشہ پندار تھا سر میں
 اک تیغ تو تھقی ہاتھ میں اور ایک کمر میں

اس طرح جو آیا وہ قریب شد ابرار
 اب دیر مناسب نہیں، ہاں وارِس اب ار
 ۶۵ مولانے کہا ”نارِ جہنم کے طلب گار“
 جو ہر جو دکھانا ہوں تو بڑھ تول کے تلوار
 ہم وہ ہیں کہ دشمن پہ بھی شدت نہیں کرتے
 جو حق کے پرستار ہیں سبقت نہیں کرتے

یہ سُن کے بڑھا تول کے نیزہ جو وہ گمراہ
 نیزے کو ابھی اس نے گھمایا تھا کہ ناگاہ
 ۶۶ رستم کی صدا آئی کہ ”اَلْعَظَمَتُ لِلّٰہِ“
 ترچھی ہوئی اس شان سے شمشیرِ بیدارِ اللہ
 کم نجات کے نیزے کے لئے ضربِ فنا تھی
 اس حُسن سے کاٹا تھا کہ ہر پورِ جُدا تھی

غصے میں کہاں لیکے بڑھا تب وہ ستم گار
 شبیر نے یہ دیکھ کے چمکایا جو رہو وار
 ۶۷ بے رحم نے چلے سے بڑھایا لبِ سو فاد
 نیزے پہ اڑا لائے کہاں سید ابرار
 ظالم نے کہاں دیکھی جو نیزے کی آنی پر
 اک تیر سا گویا کہ لگا قلبِ شقی پر

شرمایا تو نامرد بڑھا تول کے تلوار
 بھینسے کی طرح ہانپا ہاتھادہ بد اطوار
 ۶۸ ”نادیر شدہ دیں پہ تو اُتر سے کئے وار
 حضرت نے کہا ”اب مری باری ہے خبردار“
 اتنی تو خبر تھی کہ چلی فرقِ لعین پر
 دیکھا تو اُتر آئی تھی مرکب سے زمیں پر

خوں پونچھ کے حضرت نے کیا نعرۂ بکیر
 چلتی ہے تو کرتی نہیں دم بھر کی بھی تاخیر
 ۶۹ تلوار سے ہنس کر یہ کہا، واہ ری شمشیر
 کس حُسن سے تو کھینچتی ہے موت کی تصویر
 تو موت کا سیلاب ہے تو برقِ فنا ہے
 پیغامِ اجل کا ترے دامن کی ہوا ہے

مارا گیا اس طرح جو لشکر کا نمودار (۴۰) چہرے سے اُٹے رنگ وہ گھبرا گئے کفار
حضرت نے ڈپٹ کر یہ کہا "فوج براطواؤ" بڑھتا نہیں تم میں سے کوئی کھینچ کے تلوار
سردار کے مرنے کا تمہیں درد نہیں ہے

کیا اتنے جوانوں میں کوئی مرد نہیں ہے
یہ فوج کا انبوه، یہ میں کیلے و تنہا (۴۱) مارا ہوا صدموں کا کئی روز کا پیاسا
یہ کیا ہے کہ لاکھوں کو نہیں جنگ کا یارا؟ تَفّ لے سپہ شام! شجاعت دہ ہوئی کیا
تم لرزہ بر اندام ہو عزت گئی سب کی
تکلیف میں روئیں ہیں شجاعانِ عرب کی

یہ سُن کے بھی جب کوئی نہ میدان میں آیا (۴۲) خود اُن کی طرف اپنے گھوڑے کو بڑھایا
تلوار چمکنے لگی، گم نے لگے اعدا دو ہو گیا کوئی، کوئی ترپا، کوئی بھاگا
آنکھوں میں چکا چونڈ تھی حیراں تھے ستمگر
آپس میں مگر دست و گریباں تھے ستمگر

جس سمت جھپٹتا تھا وہ شیر صفِ جنگاہ (۴۳) گہر گہر کے فنا ہوتے تھے وہ گھوڑوں سے بخواہ
کفار میں تھا شور کہ "الْعَظَمَتُ لِلّٰہ" آتے بھی ہیں شیروں کے مقابل کہیں مُواہ
ترتیب صفوں میں تھی، نہ وہ شان پروں کی
برسات کا طوفاں تھا بارش تھی سردوں کی

کیا جو ہر شمشیر تھا، کیا زورِ شجاعت (۴۴) نزدیک کوئی آئے، نہ پڑتی تھی یہ ہمت
تا بندہ خط و خال میں تھی برقی امامت حیدر کی جو سطوت تھی تو حمزہ کی جلالت
شمشیر نہ تھی، فوج پہ بجلی کی چمک تھی
یا ابر سیہ تاب میں کوندے کی پلک تھی

جس سر پہ چلی پیکر بے جان نظر آیا (۷۵) جس سمت گئی خون کا طوفاں نظر آیا
اوپنی جو ہوئی، برق کا داماں نظر آیا
تلوار تھی، یا ساز، کہ نغمہ تھا سہم اُس کا

تھا مرکز آواز فضا زیر و بم اُس کا
مصرف ابھی جنگ میں تھے حضرت شبیرؓ (۷۶) آواز اک آئی کہ بس اب روک لے شمشیر
لازم ہے کچھ اُمت کی شفاعت کی بھی تدبیر
طوفاں سے بچا حق کو، لہو اپنا بہا لے
اُمت کو، بہادری تو اب مر کے چلا لے

جھنکار سے میدانِ دغا کو بج رہا تھا (۷۷) ناگاہ پئے صبر و رضا حکم جو پہنچا
یوں میان میں چلتی ہوئی تلوار کو رکھا
غلیظ و ملائک میں اٹھا صلِ علی کا
ایمان کی ڈوبی ہوئی نبضیں ابھرا آیتیں
خدمت کیلئے چرخ سے خوریں اُتر آیتیں

ذروں پہ جو سجدرے میں جھکے حضرت شبیرؓ (۷۸) چلنے لگے ہر سمت سے تیغ و تبر و تیر
بے کس پہ چمکنے لگی شمشیر پہ شمشیر
سربیسٹ کے کہنے لگی یہ زینبؓ دیگر
چھوٹوں کی نہ اس غم میں کبھی نوحہ گری ہے
آندھی کا تصادم ہے چراغِ سحری سے

ہے ہے کوئی عباسؓ دلادر کو پکارو (۷۹) بابا پہ بُرا وقت ہے اکبرؓ کو پکارو
اکبرؓ نہیں ملتے ہیں تواضع کو پکارو
میٹے پہ چھری چلتی ہے حیدرؓ کو پکارو
نہرا کی دہائی ہے پیمبرؓ کی دہائی
پھٹا ہے جگر خالق اکبرؓ کی دہائی

حضرت نے جو زینبؓ کی سنی گریہ و زاری (۸۰) چپ ہو گئے وہ قلب پہ حالت ہوئی طاری
تلواریں لگانے لگے بڑھ بڑھ کے جو ناری
کٹتا ہے گلا بھائی کا ہمشیر کے آگے
تدبیر سر خاک ہے تقدیر کے آگے

ترپے جو کئی بار زمیں پر شمشیر والا (۸۱) سمجھے یہ ملائکہ کہ قیامت ہوئی برپا
خیمے کو بڑی یاس سے مظلوم نے دیکھا اتنے میں کسی سمت سے اک تیر وہ آیا
پامال صفِ شکرِ غم ہو گئے مولا
دل میں وہ اٹھا درد کہ خم ہو گئے مولا

رک رک کے جو تلوار چلی خشک گلے پر (۸۲) زہرا کی صدا آئی کہ ”آہستہ ستم گر“
جیدہؓ نے بڑے پیادے زانو پہ لیا سر گردوں کی طرف دیکھ کے بولے یہ پیپر
شکوہ نہیں نکلا مرے پیاسے کے لبوں سے
ننگی ہے مری روح نواسے کے لبوں سے

ناشا دتری بیکسی ویاس کے قبرباں (۸۳) نازک یہ ترا جسم یہ پیتا ہوا میداں
ٹکڑے یہ بدن کے یہ ردا خون میں غلٹاں ذروں پہ ہیں قرآن کے اوراق پر نشان
بے کس ترے اکبرؑ کی جوانی کے تصدق
مظلوم اتری تشنہ دہانی کے تصدق

تو اور سر خاک مرے گیسوؤں والے (۸۴) یہ دل، یہ بلائیں، یہ زباں اور یہ چھالے
اس پیاس میں گردن پہ چھری جسم پہ بھالے افسوس ہے اے فاطمہؓ کے نازکے پالے
عبرت کا وہ منظر ہے کہ خود ظلم نجل ہے
یہ لاش نہیں خاک پہ اسلام کا دل ہے

یہ شام کا ہنگام، یہ اندوہ، یہ میداں (۸۵) یہ ہو کا سماں اور یہ سنسان بیاباں
راندوں میں تلاطم ہے اداسی کے ہین ساں سوتے ہیں پڑے شام سے خیمے کے نگہیاں
غم اتنے ہیں اور ایک بھی غم خوار نہیں ہے
جز ذاتِ خدا کوئی مددگار نہیں ہے

سیدانیوں کے پچ میں ہیں عابدِ مضطر (۸۶) منہ دکھتی ہے سب کا سکینہ ہے وہ شہد
ہاتھوں سے جگر تھام کے کہتے ہیں پیمر بیٹا! یہ ستمگر کی انی اور ترا سر
آثار ابھی تک مری الفت کے عیاں ہیں
اس حلق پہ اب تک مرے بوسوں کے نشاں ہیں

مصرفِ پیمر تھے ابھی آہ و بکا میں (۸۷) آہستہ سے جنبش سی ہوئی موجِ ہوا میں
آوازاں آئی "نہ تڑپ دشتِ بلا میں" سر رکھا ہے شیر کا حوروں کی بردا میں
اس خون کو ہر خون سے ممتاز کیا ہے
ہم نے ترے بچے کو سرفراز کیا ہے

اے جوش یہ اب تک ہے اُسی خون کی تاثیر (۸۸) ہوتی ہے بالا اعلانِ بڑی شان سے کمیر
اب بھی جنہیں ملتی ہے رہِ عشق میں تعزیر صد شکر کہ خوش ہو کے پہن لیتے ہیں نجیر
ڈرتے ہی نہیں دیکھ کے جلا دکی صورت
زنداں میں چلے جاتے ہیں سجاد کی صوت

اک کھیل ہے ان کیلئے شاہوں کی جلالت (۸۹) سینوں میں ہے ایمان زباںوں پہ صداقت
کوشش ہے کہ آزاد ہوں پابندِ مصیبت سر جائے تو جائے، نہ گرے تاجِ خلافت
تقدیر ہے جس قلب میں ایمان کی بو ہے
پنجاب کے ناکردہ گناہوں کا لہو ہے

بے درد کی حسرت کو نکلتے نہیں دیکھا ⑨۰ کاغذ کی کبھی ناؤ کو چلتے نہیں دیکھا
ظالم کو کبھی پھولتے پھلتے نہیں دیکھا ٹھوکر ہے یہ وہ، جس سے سنہلتے نہیں دیکھا

وہ تخت ہے کس قبر میں وہ تاج کہاں ہے

اے خاک بتاؤ درِ بیزید آج کہاں ہے

احساس نہیں جس میں وہ تاریک ہے سینہ ⑨۱ دوزخ میں اُترتا ہے سدا ظلم کا زینہ
پستی کی علامات ہیں، انصاف کے کینہ جو حق سے لڑا ڈوب گیا اس کا سفینہ

ہاں پیرو باطل کو ابھرتے نہیں دیکھا

جب زُلف یہ بگڑی تو سنورتے نہیں دیکھا

اے قوم! دہی پھر ہے تباہی کا زمانہ ⑨۲ اسلام ہے پھر تیر حوادث کا نشانہ
کیوں چُپے؟ اُسی شان سے پھر چھڑ ترانہ تاریخ میں رہ جائے گا مردِ دلِ فنانہ

مُتے ہوئے اسلام کا پھر نام جلی ہو

لازم ہے کہ ہر فرد حسینؑ ابنِ علیؑ ہو



For Tareekhwaar Nauhas visit -

www.WirasatAli.com

www.youtube.com/user/WirasatAli

For Hamd, Naat, Souz, Salaam,

Marsiya and Majlis Videos visit -

www.youtube.com/user/MahaKavi